۹

قطعات

اکبرؔ الہ آبادی

پیش درس

ہماری زبان میں عربی فارسی کے بہت سے الفاظ شامل ہیں جو روزانہ گفتگو میں ہم استعمال کرتے رہتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شاعران زبانوں کے غیر مانوس الفاظ اپنے شعروں میں برت لیتے ہیں جیسے

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون
کون دریاؤں کی موجوں سے اُٹھاتا ہے سحاب

تجسّس کی راہیں بدلتی رہیں
دمادم نگاہیں بدلتی رہیں

اقبالؔ کے پہلے شعر میں 'سحاب' اور دوسرے شعر میں 'دمادم' کم استعمال کیے جانے والے الفاظ ہیں۔ یہاں ضرورت کے تحت اقبالؔ نے انھیں استعمال کرلیا ہے۔ عربی فارسی کے لفظوں کے علاوہ کچھ شاعر کبھی ہندی اور انگریزی الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں۔ اکبرؔ الہ آبادی نے اپنے کلام میں جابجا انگریزی الفاظ بڑی فنکاری سے استعمال کیے ہیں۔

آج کل ہم اپنی گفتگو میں بہت سے انگریزی الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ ٹی وی اور کمپیوٹر کے زمانے میں زبانیں ایک دوسرے کو خوب متاثر کررہی ہیں۔

اکبرؔ کے قطعات میں مشرقی اور اسلامی تہذیب و اقدار کی اہمیت کو جتایا گیا ہے۔ پہلے قطعے میں تاریخ اور فلسفے کی اہمیت تو بتائی گئی ہے لیکن ان کے ساتھ آخرت اور جنت و دوزخ کی اہمیت بھی جتائی گئی ہے۔ دوسرے قطعے میں شاعر کہتا ہے کہ وطن سے ہمیں محبت ہونی چاہیے بلکہ دنیا بھر کے لوگوں کو ہمیں اپنا سمجھنا چاہیے لیکن دنیا کی کوئی چیز ہماری نہیں، ہر چیز خدا کی ہے۔ ہم کتنے ہی مال و دولت کے مالک ہوجائیں، حقیقت یہ ہے کہ سارا مال ختم ہونے والا ہے۔

تیسرا قطعہ ایک دلچسپ لطیفہ ہے جس میں لیلیٰ اور مجنوں کے حوالے سے شاعر کہتا ہے کہ آج کالج کی تعلیم کی بہت اہمیت ہے۔ دنیا کا کاروبار ہو کہ عشق و محبت کا، تعلیم ضروری ہے۔ لیلیٰ کی ماں مجنوں کو کالج میں داخلے کی تحریک دیتی ہے مگر وہ عشق کا بندہ تعلیم کے خلاف ہے اور کالج میں داخلے کے لیے تیار نہیں۔ یہ قطعہ دراصل تعلیم کے غیر جذباتی شعوری نظام اور عشق کے جذباتی کیف و کم کا تقابل ہے۔

طنز و مزاح کو تخلیقی ادب میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ طنز ایک ایسا طرزِ اظہار ہے جس میں زندگی کے تضادات اور ناہمواریوں کو تیکھے انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ وہ برائیاں جو معاشرے میں پائی جاتی ہیں اور جنھیں لوگ روزمرہ کا حصہ تصور کرکے نظر انداز کردیتے ہیں، طنز نگار اِن کو بڑے سلیقے سے بیان کرکے سماج کی توجہ اس طرف مبذول کرانے کی کوشش کرتا ہے۔ طنز ایک مشکل فن ہے۔ اس کا مقصد دل آزاری نہیں بلکہ تہذیب و شائستگی سکھانا ہے۔

جان پہچان

اکبرؔ کا اصل نام سیّد اکبر حسین اور اکبرؔ تخلص تھا۔ ان کے جد امجد ایران سے ہندوستان آئے تھے۔ اکبرؔ ۱۶/نومبر ۱۸۴۶ء کو الٰہ آباد میں پیدا ہوئے۔ علمی اور ادبی گھرانے کے فرد ہونے کی وجہ سے وہ بچپن ہی سے ادب کی طرف مائل ہوئے۔ اکبرؔ کو اُردو، عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں پر عبور تھا۔ ابتدا میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے محکمۂ تعمیرات میں انھوں نے ملازمت کی۔ پھر ۱۸۶۷ء میں قانون کا امتحان پاس کیا اور بحیثیت جج ان کا تقرر ہوا۔ ۱۹۰۷ء میں انھیں 'خان بہادر' کا خطاب ملا۔ وہ اُردو ادب میں صفِ اوّل کے طنز و مزاح کے شاعر تسلیم کیے جاتے ہیں۔ علامہ اقبالؔ کے طنزیہ اسلوب پر بھی اکبرؔ کے طنزیہ رنگوں کی چھاپ واضح نظر آتی ہے۔ اب تک ان کی شاعری کا کلیات کئی مرتبہ شائع ہوچکا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے خطوط کا مجموعہ بھی شائع ہوچکا ہے۔ ۹/ستمبر ۱۹۲۱ء کو ان کا انتقال ہوا۔

اس طرف تو نے ہسٹری رَٹ لی
اُس طرف جاکے فلسفہ پھانکا
لیکن اکبؔر ، خیالِ عقبیٰ سے
نار و جنت کو بھی کبھی جھانکا

☆

کالج میں ہوچکا جب سب امتحاں ہمارا
سیکھا زباں نے کہنا ، ہندوستاں ہمارا
رقبے کو کم سمجھ کر اکبؔر یہ بول اُٹھّے
ہندوستان کیسا ، سارا جہاں ہمارا
لیکن یہ سب غلط ہے ، کہنا یہی ہے لازم
جو کچھ ہے سب خدا کا ، وہم و گماں ہمارا

☆

خدا حافظ مسلمانوں کا اکبؔر
مجھے تو ان کی خوشحالی سے ہے یاس
یہ عاشق شاہدِ مقصود کے ہیں
نہ جائیں گے ولیکن سعی کے پاس

سناؤں تم کو اک فرضی لطیفہ
کیا ہے میں نے جس کو زیبِ قرطاس
کہا مجنوں سے یہ لیلیٰ کی ماں نے
کہ بیٹا تو اگر کرلے ایم اے پاس
تو فوراً بیاہ دوں لیلیٰ کو تجھ سے
بلا دِقّت میں بن جاؤں تری ساس
کہا مجنوں نے ، یہ اچھی سنائی
کجا عاشق ، کجا کالج کی بکواس
کجا یہ فطرتی جوشِ طبیعت
کجا ٹھونسی ہوئی چیزوں کا احساس

بڑی بی آپ کو کیا ہو گیا ہے
ہرن پر لادی جاتی ہے کہیں گھاس
یہ اچھی قدردانی آپ نے کی
مجھے سمجھا ہے کوئی ہرچرن داس
دل اپنا خون کرنے کو ہوں موجود
نہیں منظور مغزِ سر کا آماس
یہی ٹھہری جو شرطِ وصلِ لیلیٰ
تو استعفیٰ مرا باحسرت و یاس

معانی و اشارات

نار - آگ، مراد دوزخ

مجھے تو ان کی خوشحالی سے ہے یاس - میں ان کی خوشحالی کی طرف سے مایوس ہوں

شاہدِ مقصود - جس معشوق کو حاصل کرنا مقصود ہو

ولیکن - لیکن

زیبِ قرطاس کرنا - لکھنا

کجا - کہاں

ہرن پر گھاس لادنا - بہت اہم چیز کو اہمیت نہ دینا، بے عزتی کرنا، حقیر سمجھنا

مجھے سمجھا ہے کوئی ہرچرن داس - مجھے ہر ایک کے قدموں کا غلام سمجھ لیا ہے (ہرچرن داس کے اصل معنی ہیں ہری یعنی بھگوان کے قدموں کا غلام)

دل خون کرنا - بہت تکلیف اُٹھانا

مغزِ سر آماس کرنا - دماغ کا پانی بنانا، غیر ضروری دماغی محنت کرنا

شرطِ وصلِ لیلیٰ - لیلیٰ سے ملاقات کی شرط

مشقی سرگرمیاں

* پہلے قطعے کی مدد سے خاکہ مکمل کیجیے۔

	← علوم →	
	← متضاد الفاظ →	

* ذیل کی سرگرمیاں ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔

۱۔ قطعے کی تعریف بیان کیجیے۔

۲۔ پہلے قطعے میں اکبرؔ نے جو طنز کیا ہے، اس پر روشنی ڈالیے۔

۳۔ شاعر کے مطابق عقبیٰ کے خیال کا مفہوم بیان کیجیے۔

۴۔ دوسرے قطعے سے نصیحت والا مصرعہ لکھ کر اس کی تشریح کیجیے۔

۵۔ علامہ اقبالؔ کا وہ مصرعہ لکھیے جس میں انھوں نے اکبرؔ کے قطعے کے فقرے 'ہندوستاں ہمارا' کو استعمال کیا ہے۔

۶۔ دوسرے قطعے کی تشریح اپنے الفاظ میں کیجیے۔

۷۔ مجنوں نے کالج کی تعلیم کو بکواس کہا، وجہ بیان کیجیے۔

۸۔ آخری قطعے میں شاعر نے جس شرط کی طرف اشارہ کیا ہے، اس پر روشنی ڈالیے۔

۹۔ تیسرے قطعے میں ’ہرن، لادنا، گھاس‘ کے الفاظ آئے ہیں۔اس مناسبت سے شعری صنعت پہچان کر لکھیے۔

۱۰۔ دل اپنا خون کرنے کو ہوں موجود
نہیں منظور مغزِ سر کا آماس

اس صنعت کا نام،تعریف اور صنعت کے الفاظ لکھیے۔

۱۱۔ تیسرے قطعے کا مرکزی خیال بیان کیجیے۔

٭ ذیل کی سرگرمیاں ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔

۱۔ پہلے قطعے کا مرکزی خیال لکھیے۔

۲۔ دوسرے قطعے کو پیش نظر رکھ کر پہلے فقرے کی مناسبت سے دوسرا فقرہ لکھ کر خاکہ مکمل کیجیے۔

زباں نے کہنا سیکھا	←
اکبر بول اُٹھے	←
یہی کہنا لازم ہے	←
ہمارا	←

۳۔ ’زباں کا کہنا، ہندوستاں ہمارا‘ اور ’اکبر کا بولنا سارا جہاں ہمارا‘ اس پر اپنی ذاتی رائے کا اظہار چار جملوں میں کیجیے۔

۴۔ ’جو کچھ ہے سب خدا کا، وہم و گماں ہمارا‘ اس مصرعے کی روشنی میں واضح کیجیے کہ دنیا کی ہر شے خدا کی ہے۔

۵۔ تیسرے قطعے سے زیر اضافت کے الفاظ کا شبکی خاکہ بنائیے۔

۶۔ تیسرے قطعے کے پہلے دو شعروں کے حوالے سے مسلم معاشرے کے بارے میں اکبؔر کے خیالات واضح کیجیے۔

۷۔ اکبؔر کے فرضی لطیفے کو اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

۸۔ ان مصرعوں کا مطلب ایک جملے میں لکھیے۔

(الف) ہرن پر لادی جاتی ہے کہیں گھاس

(ب) مجھے سمجھا ہے کوئی ہرچرن داس

(ج) نہیں منظور مغزِ سر کا آماس